83815 ـ کیا بیوی کا علاج معالجہ خاوند کے ذمہ واجب ہے ؟

سوال

اگر بیوی بیماری ہو جائے وہ بیماری دائمی ہو یا عارضی تو کیا بیوی کے علاج معالجہ کے اخراجات خاوند کے ذمہ واجب ہیں، یا بیوی اولاد چاہتی ہے لیکن اس میں اسے کچھ مشکلات درپیش ہوں تو کیا شرعا خاوند پر واجب ہے کہ وہ اس طرح کے معاملات میں علاج معالجہ کا خرچ ادا کرے؟
اور اگر شرعا اس طرح کے علاج معالجہ کا خاوند پر واجب نہیں ـ کیونکہ میں نے یہی سنا ہے ـ تو پھر عورت اس عورت کو کیا کرنا چاہیے جس کے پاس نہ تو کوئی اپنا ذاتی مال ہے، اور نہ ہی خاوند اسے جمع کرنے کے لیے جیب خرچ دیتا ہے، اور جب بیمار ہو تو علاج معالجہ کے لیے عورت کیا کریگی ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

مذاہب اربعہ کے جمہور فقہاء کرام کے مطابق بیوی کے علاج معالجہ کے اخراجات خاوند کے ذمہ واجب نہیں، ان میں سے کچھ نے اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ یہ اس کی عادت والی ضروری حاجات میں شامل نہیں، بلکہ امر طارئ ہے.

امام شافعی رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

" مرد کے لیے اپنی بیوی کی جانب سے قربانی کرنی ضروری نہیں، اور نہ ہی اس کے لیے بیوی کے علاج معالجہ پر ڈاکٹر اور حجام کی اجرت واجب ہے " انتہی

دیکھیں: الام (3 / 337).

اور شرح منتهى الارادات میں درج ہے:

" خاوند کو بیوی کی دوائی اور ڈاکٹر کی اجرت لازم نہیں؛ کیونکہ یہ اس کی ضروری اور عادت والی حاجات میں شامل نہیں ہے، بلکہ عارضی ہے اس لیے یہ لازم نہیں " انتہی

دیکھیں: شرح منتهى الارادات (3 / 227) مزید آپ حاشیۃ ابن عابدین (3 / 575) اور شرح الخرشی علی مختصر خلیل (

4 / 187) كا مطالعه بهى كريں.

مستقل فتوى كميٹى كے علماء كرام سے آدمى كا اپنى بيوى كا علاج معالجه كے متعلق حكم دريافت كيا گيا تو كميٹى كا جواب تها:

" كتاب و سنت كے دلائل سے ثابت ہے كه لوگوں كے ساتھ حسن سلوك سے پيش آيا جائے، اور خاص كر اقرباء و رشته داروں كے ساتھ حسن سلوك لازمى كيا جائے.

الله سبحانه و تعالى كا فرمان ہے:

يقينا الله تعالى عدل و انصاف اور احسان كرنے اور قريبى رشته داروں كو دينے كا حكم ديتا ہے النحل (90).

اور ايك دوسرے مقام پر الله رب العزت كا فرمان ہے:

اور تم الله كى عبادت كرو، اور اس كے ساتھ كسى كو شريك مت ٹهراؤ، اور والدين كے ساتھ اور اقرباء و رشته داروں اور يتيموں اور مسكينوں اور قرابت والے پڑوسى اور اجنبى پڑوسى اور پہلو كے ساتهى اور مسافر كے ساتھ بهى اور ان كے ساتھ جن كے تمہارے دائيں ہاتھ مالك ہيں، يقينا الله تعالى ايسے شخص سے محبت نہيں كرتا جو اكڑنے والا اور شيخى مارنے والا ہو النساء (36).

اور نبى كريم صلى الله عليه وسلم كا فرمان ہے:

" تم ميں سب سے بہتر اور اچھا وه ہے جو اپنے گهر والوں كے ليے اچھا ہے، اور ميں تم ميں اپنے گهر والوں كے ليے سب سے بہتر ہوں "

چنانچه مسلمان شخص كے ليے اپنے اہل و عيال اور بيوى بچوں كے ساتھ حسن سلوك كرنا چاہيے، رہا علاج معالجه اور اس كے اخراجات خاوند پر نفقه اور رہائش كى طرح واجب نہيں ليكن استطاعت و قدرت ہوتے ہوئے اسے يه اخراجات كرنے چاہيں؛ كيونكه الله سبحانه و تعالى كا عمومى فرمان ہے:

اور ان عورتوں كے ساتھ حسن معاشرت كا سلوك كيا كرو النساء (19).

اور مندرجه بالا سابقه حديث كے عموم كى بنا پر بهى " انتہى

اور بعض علماء كرام كہتے ہيں كه بيوى كے علاج معالجه كے اخراجات خاوند پر واجب ہيں؛ كيونكه يه بهى حسن معاشرت ميں شامل ہوتا ہے؛ اور اس ليے بهى كه بعض اوقات تو دوائى كى ضرورت و حاجت كهانے پينے سے كم

نہیں ہوتی.

ڈاکٹر وہبۃ زحیلی کا کہنا ہے:

" مذاہب اربعہ کے فقہاء کرام کا فیصلہ ہے کہ خاوند پر اس کی بیمار بیوی کے علاج معالجہ اور ڈاکٹر اور حجام کی فیس اور دوائی کی قیمت واجب نہیں ہے، بلکہ اس کی قیمت اور اجرت تو بیوی کے ذاتی مال سے ادا کی جائیگی، اور اگر بیوی کے پاس مال نہیں تو پھر اس شخص کے ذمہ ہوگا جس کے ذمہ اس کا نان و نفقہ واجب ہے مثلا بیٹا اور باپ اور اس کے ورثاء میں جو وارث بنتے ہوں.

کیونکہ علاج معالجہ تو جسم کے اصل کی حفاظت ہے اس لیے فائدہ و منفعت کے مستحق شخص پر واجب نہیں ہوگا، جیسا کہ کرایہ پر حاصل کی گئی عمارت کا خرچ عمارت کے مالك پر ہے نہ کہ کرایہ دار پر....

مجھے یہی محسوس ہوتا ہے کہ ماضی میں علاج معالجہ اساسی حاجت نہ تھی، اس لیے انسان غالبا علاج کا محتاج نہ تھا، کیونکہ وہ صحت و پرہیز کے اصول و قواعد کا التزام کیا کرتا تھا، چنانچہ فقہاء کرام کا اجتھاد ان کے اپنے دور کے عرف پر مبنی ہے.

لیکن اب اس دور میں علاج معالجہ کی ضرورت تو کھانے پینے کی ضرورت و حاجت بن چکی ہے، بلکہ اس سے بھی اہم ہے؛ کیونکہ مریض ہر علاج کے لیے استعمال کی جانے والی چیز کو ہر چیز پر فضیلت دیتا ہے، اور کیا اسے تکلیف ہو اور درد سے کراہ رہا ہو تو کیا وہ کھانا کھائیگا ؟!

اس لیے میری رائے تو یہی ہے کہ علاج معالجہ کے اخراجات خاوند پر اسی طرح واجب ہیں جس طرح دوسرا ضروری نفقہ واجب ہے..... کیا یہ حسن معاشرت اور حسن سلوك ہے کہ جب بیوی تندرست ہو تو خاوند اس سے استمتاع و فائدہ اٹھائے، اور جب بیمار ہو جائے تو اسے علاج معالجہ کے لیے میکے بھیج دے؟! " انتہی

دیکھیں: الفقہ الاسلامی و ادلتہ (10 / 7380).

شیخ حمد بن عبد اللہ الحمد زاد المستقنع کی شرح میں لکھتے ہیں:

" اس مسئلہ میں دوسرا قول یہ ہے کہ: اور مذہب میں بھی یہی قول ہے کہ علاج معالجہ خاوند کے ذمہ واجب ہے، اور ظاہر بھی یہی ہے؛ کیونکہ ایسا کرنے میں ہی حسن معاشرت ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اور ان عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت اختیار کرو .

یہ حسن معاشرت نہیں کہ بیوی بیمار ہو اور اسے ڈاکٹر کے پاس نہ لے جایا جائے، اور نہ ہی اس کی دوائی کی قیمت

دی جائے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور ان عورتوں کو بھی اسی طرح حقوق حاصل ہیں جس طرح ان عورتوں پر حق ہیں اچھے طریقہ سے .

اس لیے صحیح یہی ہے کہ بیوی کا علاج معالجہ اور اس کے اخراجات خاوند کے ذمہ واجب ہیں " انتہی

واللہ اعلم .